سوال

(724) قرآن کی چند آیات ایک دوسری کی ضد کی طرح نظر آتی ہیں

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن کی چند آیات ایک دوسری کی ضد کی طرح نظر آتی ہیں اس کی وضاحت فرمادیں۔ (۱) سورۃ الحاقہ : ۴۳، الحاقہ : ۴۰۔ (۲) نمل : ۸۔ ۹، القصص : ۳۰۔ (۳) البقرۃ : ۵۱، الأعراف : ۱۴۲۔

(محمد حسین بن عبدالصمد)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ لکھتے ہیں : ''قرآنِ مجید کی چند آیتیں ایک دوسری کی ضد کی طرح نظر آتی ہیں۔'' یہ فقیر الی اللہ الغنی کہتا ہے آپ کو یا کسی کو تضاد نظر آتا ہے مگر حقیقت اور واقع میں آیات تو آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت شدہ احادیث میں بھی کوئی تضاد نہیں۔

(۱) … سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر : ۴۰ ہے : {إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝} [''بے شک یہ (قرآن) بزرگ رسول کا قول ہے۔''] اور آیت نمبر : ۴۳ ہے : {تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝} [''رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔''] ان دونوں آیتوں میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ دوسری آیت میں واضح کردیا گیا ہے کہ پہلی آیت میں جس چیز کو قول رسول کریم قرار دیا گیا وہ رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے بتایا گیا ہے وہ شاعر اور کاہن کا قول نہیں بعد میں تنزیل من رب العالمین فرما کر واضح کردیا گیا ہے کہ وہ رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے، تاکہ کوئی یہ نہ سمجھنا شروع کردے ٹھیک وہ شاعر کا قول نہیں، درست وہ کاہن کا قول بھی نہیں مگر وہ رسول کریم کا اپنا قول تو ہے تو اللہ تعالیٰ نے تنزیل من رب العالمین کہہ کر اس فہم کا ردّ فرمادیا۔

وبعبارۃ اخریقولِ رسول بسا اوقات مرسل کا قول ہوتا ہے اور بسا اوقات رسول کا اپنا قول ہوتا ہے۔ مرسل کا قول نہیں ہوتا تو تنزیل من رب العالمین فرما کر قول رسول کریم میں دو صورتوں میں سے پہلی صورت کو متعین کردیا گیا ہے اور دوسری صورت کی نفی کردی گئی ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا : {وَالدَّمَ ط [البقرۃ : ۱۷۳]} اور دوسرے مقام پر فرمایا : {أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا ط [الانعام : ۱۴۵]} [''یا بہتا ہوا خون۔''] اب کوئی ان دونوں مقاموں میں باہمی تضاد سمجھنا شروع کردے تو یہ اس کی خطا ہوگی کیونکہ دوسرے مقام میں پہلے مقام سے مراد کی توضیح کردی گئی ہے کہ ''والدم'' میں دم مسفوح مراد ہے۔ غیر مسفوح مراد نہیں تو یہ کوئی تضاد نہیں۔ اس کی دوسری مثال ہے ایک مقام پر فرمایا : {يَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِي الْأَرْضِ ط} [الشوری : ۵] [''زمین والوں کے لیے استغفار کر

رہے ہیں''] اور دوسرے مقام پر فرمایا: {یَستَغفِرُونَ لِلَّذِینَ آمَنُوا ط} [المؤمن:۷][''ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔''] اب دونوں مقاموں میں کوئی صاحب تضاد سمجھنا شروع کردیں تو یہ ان کی نادانی ہے۔

(۲)...سورۂ نمل کی آیت نمبر:۸اور نمبر:۹میں جن چیزوں کا اثبات ہے۔ سورۂ قصص کی آیت نمبر:۳۰میں ان میں سے کسی چیز کی بھی نفی نہیں، اور سورۂ قصص کی آیت نمبر:۳۰میں جن چیزوں کا اثبات ہے سورۂ نمل کی آیت نمبر:۸،۹میں ان میں سے کسی بھی چیز کی نفی نہیں۔ لہٰذا دونوں مقاموں میں کوئی تناقض نہیں۔ جیسے کہ سورۂ حاقہ کی آیت نمبر:۴۰میں جن چیزوں کا اثبات ہے ان میں سے کسی چیز کی بھی آیت نمبر:۴۳میں نفی نہیں اور جن چیزوں کا آیت نمبر:۴۳میں اثبات ہے، ان میں سے کسی چیز کی بھی آیت نمبر:۴۰میں نفی نہیں۔ لہٰذا ان دونوں آیتوں میں بھی کوئی تناقض نہیں۔

(۳)...سورۂ بقرہ کی آیت نمبر:۵۱اور سورۂ أعراف کی آیت نمبر:۱۴۲کا معاملہ بھی پہلے ذکر کردہ دو مقاموں کی طرح ہی ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر:۵۱میں جن چیزوں کا اثبات ہے ان میں سے کسی ایک کی بھی سورۂ اعراف کی آیت نمبر:۱۴۲میں نفی نہیں اور جن چیزوں کا سورۂ اعراف کی آیت نمبر:۱۴۲میں اثبات ہے ان میں سے کسی ایک کی بھی سورۂ بقرہ کی آیت نمبر:۵۱میں نفی نہیں۔ لہٰذا ان دونوں آیتوں میں بھی کوئی تعارض وتناقض نہیں۔

۱۴۲۲/۱۰/۱۷ھ

[قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل]

جلد02ص722

محدث فتویٰ